ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

اہلِ مغرب میں اُردو شاعری کے اوّلین آثار اور ہندوستان کا شعری منظر نامہ

The earliest works of Urdu poetry among Westerners and the poetic landscape of India

ڈاکٹر عبدالسعید
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، بھکر، پنجاب، پاکستان
سرور عظیم
انچارج، شعبہ اُردو، تھل یونیورسٹی بھکر، پنجاب، پاکستان

Dr. Abdul Saeed
Assistant Professor, Department of Urdu,Govt. Graduate College Bhakkar, Punjab, Pakistan
Sarwar Azeem
Incharge, Department of Urdu, Thal University, Bhakkar. Punjab, Pakistan

Abstract:
The arrival of the European Nation was started off in the last decade of the 15th century. But their deep inclination towards Urdu Language and Literature came up in 19th and 20th centuries. It was at last culminated to its dazzling horizon in the establishment of Fort William College and Dehli College. Both of these educational institutions though were formulated under the special urge of attaining political and linguistic needs yet they played an effective role in enhancing a distinctive love for literary taste. They motivated some sort of enthusiastic zeal among the Europeans in favor of creative expressionism. In the beginning of 19th century, the western inhabitants started off with Urdu verses. Its main cause might be a peculiar atmosphere quite suitable for verse competitions and poetical gatherings. The historical facts rightly witness that these Poetical gatherings were arranged under the patronage of Government.The Official coverage no doubt popularized poetry and poets. So all from children, youth and aged people fancied to take part or attend such gatherings. The sublime poetry was highly applauded from every nook and corner. In 19th century, the Europeans who had settled in India stole the fine taste of poetry. Moreover, they enjoyed and made best of their literary activities. So they developed keenness for Urdu poetry as well.

Keywords: European, Urdu Language, Fort William, Delhi College, Political and Linguistic, Objectives, Literary Taste, Competitions

تاریخ عالم کے گہرے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عمل یا انقلاب کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی مقصد یا جذبہ ضرور کارفرما ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے پیش نظر جب ہم مغربی اقوام کے ہندوستان میں وارد ہونے کے مقاصد اور محرکات تلاش

کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ عقدہ وا ہونے لگتا ہے کہ جن ادوار میں مغربی اقوام سرزمین ہندوستان سے براہ راست تجارت کرنے کی خواہش مند تھیں ان ادوار میں ہندوستان صنعتی، معاشی اور عام خوشحالی کے لحاظ سے مثالی ملک تھا۔

ساتویں صدی کی ابتدا میں عرب کے شہر مکہ میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ولادت جیسا انقلاب آفرین واقعہ پیش آیا تو دنیا میں کفر و شرک کے اندھیرے چھٹنے لگے۔ آپؐ کی تعلیمات نے بت پرستی، غلامی اور سود خوری سمیت انسانی استحصال کی تمام صورتوں کو نیست و نابود کر دیا۔ آپؐ کے حسن اخلاق اور مثالی کردار کی بدولت حجاز و عرب کے ساتھ ساتھ دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔ جہالت اور فرسودگی میں غرق کہنہ ریاستیں توحید اور ایمان کی طاقت سے سرشار عرب مجاہدین کے مقابل ریت کی دیوار کے مانند گر گئیں۔ اسلام نے ان مفتوحہ ریاستوں میں ذلت و پستی کی زندگی گزارنے والے انسانوں کو ایسا تمدن اور وقار عطا کیا کہ ان کی دیکھا دیکھی اسلامی حکمرانی کا دائرہ پرتگال و سپین سے مشرق بعید کے ممالک تک پھیل گیا۔ یورپ میں علوم و فنون کے احیاء کے لیے چودھویں صدی عیسوی میں جس تحریک کا آغاز ہوا اس نے اہل یورپ میں سماجی بیداری پیدا کی اور انھوں نے ہندوستان سے براہ راست تجارت کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مشرق کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

سرزمینِ ہندوستان پر مختلف ادوار میں جن یورپی اقوام نے اپنا مذہبی، تجارتی اور سیاسی تسلّط قائم کرنے کے کوشش کی اُن میں اہل پُرتگال کو سبقت حاصل ہے۔ پندرہویں صدی کے اواخر میں ایک پُرتگالی سیاح واسکوڈے گاما (Vasco da Gama) ہندوستان کے ساحل کالی کٹ پر اترا اور کچھ عرصہ یہاں گزارنے کے بعد وطن واپس گیا تو اُس کی زبانی ہندوستان کی معاشی آسودگی کے قصّے سُن کر دوسرے پرتگالی تاجر بھی ہندوستان کا رُخ کرنے لگے۔ اس صورتِ حال کے باعث اُنھیں ہندوستانی زبانوں سے آشنا ہونے کا موقع ملا اور اہلِ ہندوستان پُرتگالی زبان سے مستفید ہوئے۔ جس زمانے میں پرتگالیوں نے ہندوستان میں قدم رکھا اس زمانے میں انہیں یورپ میں بھی سیاسی لحاظ سے دیگر یورپی اقوام پر فوقیت حاصل تھی اور یورپی معاشرہ نہ صرف پرتگالی تہذیب و معاشرت سے خاصہ متاثر ہو چکا تھا بلکہ وہاں پرتگالی زبان کو بین الاقوامی زبان کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یورپ میں اردو زبان پرتگالیوں کے توسط سے متعارف ہوئی۔ اردو زبان کے ذخیرہ الفاظ پر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اس میں دیگر مغربی زبانوں یعنی فرانسیسی اور انگریزی کے مقابلے میں پرتگالی زبان کے الفاظ زیادہ ہیں۔ مثال کے طور پر اچار، اناناس، پستول، پادری، قمیض، کوچ وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جن سے اردو زبان پر پرتگالی زبان کے اثرات کا اندازہ با آسانی لگایا جا سکتا ہے۔

اردو زبان میں پرتگالی زبان کے الفاظ کی اس قدر آمیزش کے باوجود یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اردو زبان و ادب کے فروغ میں فرانسیسیوں کے کارنامے پرتگالیوں کے کارناموں سے مقدار کے اعتبار سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں فرانسیسی سیاحوں اور دانشوروں کی کثیر تعداد ہندوستان میں وارد ہوئی۔ اس میں سے بعض تو سال ہا سال تک ہندوستان میں رہے اور ہندوستان کی تاریخ، جغرافیے، تمدن اور معاشرت پر کتابیں لکھتے رہے۔ جبکہ بعض طویل مدت تک ہندوستان میں مقیم رہے اور انھوں نے ہندوستان کے سفر کی روداد یں اور تاثرات قلم بند کیے۔

ہندوستان میں فرانسیسیوں کے قیام کو استحکام ملا تو مغربی دانشوروں اور محققین میں ہندوستانی زبانوں کے متعلق تلاش و جستجو کی خواہش اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہل فرانس اور اہل برطانیہ دیگر یورپی اقوام سے سبقت لے گئے۔ اہلِ پُرتگال کے بعد ولندیز یعنی ہالینڈ کے باشندے ہندوستان آئے۔ اُنھوں نے ہندوستانی سواحل کے مکینوں اور اُن کے قریبی علاقوں میں بسنے والے مقامی لوگوں کو اردو کی صورت میں ایسی زبان بولتے ہوئے دیکھا جس میں پرتگالی زبان کے متعدد الفاظ بھی شامل

تھے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر ولندیزیوں نے روز مرّہ گفتگو کے لیے اُردو زبان کا سہارا لیا اور اس کی وسعت میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔

پرتگالیوں کے ہندوستان میں ورود کے قریباً سو سال بعد اہل انگلستان نے ہندوستان کو اپنا مسکن بنایا۔ اُن کے ہندوستان میں وارد ہونے کا سلسلہ سترہویں صدی کے آغاز میں تجارت کی غرض سے کپتان ولیم ہانکس (William Hankis) کی آمد سے شروع ہوا۔ کپتان ہانکس نے مغل حکمران جہانگیر کے دربار میں حاضر ہو کر سورت کے مقام پر تجارتی کوٹھی کے قیام کی اجازت طلب کی تو اسے اجازت دے دی گئی۔ اسی طرح ۱۶۱۳ء میں مسولی پٹم کے مشرقی ساحل پر بھی ایک تجارتی کوٹھی قائم ہوئی جبکہ ۱۶۴۰ء میں مدراس کے مقام پر قلعہ سینٹ جارج بھی تعمیر ہوا۔ شاہِ انگلستان چارلس دوم نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو نئے شاہی فرمان کے ذریعے اپنا سکّہ جاری کرنے کی اجازت دی تو ہندوستان میں انگریزوں کے اثر و رسوخ کو مزید استحکام ملا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کا دورِ حکمرانی شروع ہو گیا۔

سترھویں صدی کے آغاز میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام عمل میں آیا تو اہل مغرب کی ہندوستان آمد میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے تجارتی مقاصد کی تکمیل اور عیسائیت کی تبلیغ کے لیے اپنی کوششیں تیز کر دیں، اس سلسلے می جنوبی ہند کے سواحل پر اپنے مقبوضہ علاقوں میں گرجا گھروں کی تعمیر اور تجارتی مراکز کا قیام ان کے ابتدائی کارنامے ہیں۔ اس کے علاوہ جب انھیں یہ احساس ہوا کہ تجارتی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لیے مقامی زبانیں بالخصوص فارسی اور ہندوستانی یعنی اردو سیکھنا اور سمجھنا ان کے لیے ناگزیر ہے تو انھوں نے مذکورہ زبانوں کے قواعد و لغات کی تالیف اور اردو کے کلاسیکی ادب کے تراجم میں خصوصی دلچسپی لی جس کے نتیجے میں نہ صرف اردو قواعد و لغات کا بڑا ذخیرہ معرض وجود میں آیا بلکہ ہندوستان میں اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے اورئنٹل سیمنری، فورٹ ولیم کالج اور دہلی کالج جیسے نامور ادارے قائم ہوئے۔

یورپی اقوام کی سرزمین ہندوستان پر آمد کا سلسلہ تو پندرہویں صدی کے آخری عشرے سے شروع ہو گیا تھا لیکن اُن کی اردو زبان و ادب سے گہری وابستگی کے آثار اٹھارویں، انیسویں اور بیسویں صدی میں نظر آتے ہیں اور اُن کا نقطۂ عروج فورٹ ولیم کالج اور دلّی کالج کے قیام کو کہا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں تعلیمی ادارے اگرچہ مغربی باشندوں کے سیاسی مقاصد اور لسانی ضروریات کے پیش نظر قائم کیے گئے لیکن انھوں نے اردو زبان و ادب کے حوالے سے مغربی باشندوں کی ایسی ذہنی پرورش کی کہ ان میں بعض شعر گوئی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر انور سدید نے لکھا ہے:

> "فورٹ ولیم کالج میں گل کرسٹ اور دلّی کالج میں بوترو، اسپرنگر اور ٹیلر نے ادبی خدمات کے نسبتاً وسیع مدار میں کام کیا اور خدمتِ ادب کے علاوہ ادیب سازی میں بھی حصّہ لیا۔ ہندوستان میں طویل قیام، معاشرتی سرگرمیوں میں دلچسپی اور تعلقاتِ عامہ کے فروغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض یورپین لوگوں کے دل میں اردو شاعری کا دیا بھی روشن ہو گیا اور وہ نہ صرف شعر کہنے پر مائل ہو گئے بلکہ اُن میں سے چند ایک نے تو اپنی شاعری کے دیوان بھی مرتّب کیے" (۱)

انیسویں صدی کے ابتدائی زمانے میں مغربی باشندوں کے اردو شعر گوئی کی طرف راغب ہونے کی ایک بڑی وجہ ہندوستان کے بڑے شہروں کا ادبی ماحول اور شعری محافل بھی ہیں۔ تاریخی حقائق اس بات کے گواہ ہیں کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں شاعرانہ محافل کو حکومتی سرپرستی حاصل رہی۔ بادشاہ اور امرا اپنے محلّات میں نہ صرف مشاعروں کا اہتمام کرتے بلکہ اپنے منصب

واستطاعت کے مطابق شعرا کو انعام و اعزاز سے بھی نوازتے۔ اس صورتِ حال کے باعث شعر گوئی رفتہ رفتہ معاشرتی عزت اور مالی آسودگی کا ذریعہ بننے لگی، چھاپہ خانے نہ ہونے کی وجہ سے شعرا کے کلام کی اشاعت کا فقدان تھا چنانچہ مجلسی زندگی میں مشاعروں کی بہت اہمیت تھی۔ اِس حوالے سے مولوی عبدالحق نے ایک موقع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "اس زمانے کی سب سے بڑی علمی اور مہذب مجلسیں مشاعرے تھے۔ جن کے لیے بڑے بڑے اہتمام کیے جاتے تھے۔ اس کے خاص خاص آداب تھے۔ بڑے، بوڑھے، نوجوان، بچے سبھی شریک ہوتے تھے۔ باکمال سخنوروں کو دل کھول کے داد دی جاتی تھی" (۲)

اردو زبان و ادب کی تاریخ اور تذکروں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ مشاعروں میں شریک ہونے والے ہر استاد شاعر کے ساتھ اُس کے عقیدت مندوں اور شاگردوں کا ایک گروہ ہوتا تھا جو شاعرانہ مناظرے میں اپنے استاد کی حوصلہ افزائی اور داد و تحسین میں اہم کردار ادا کرتا تھا۔ جس شخص کے ہاں محفلِ مشاعرہ منعقد ہوتی وہ اپنی استطاعت کے مطابق شعرا کی مہمان نوازی کر کے اپنے لیے ادبی تسکین اور معاشرتی عزت کا سامان پیدا کرتا۔ سامعین مشاعرہ شعر کے مضمون یا خیال سے زیادہ اُس کے فنی محاسن و عیوب پر غور کرتے۔ بعض اوقات شعرا کی شاعرانہ چشمک اور علمی معرکہ آرائی اس قدر شدّت اختیار کر لیتی کہ مشاعرہ درہم برہم ہو جاتا۔ شعری محافل کی معاشرتی زندگی میں اہمیت اور سرکاری سرپرستی نے جہاں نوجوان شعرا کے لیے تخلیقِ شعر کی زمین ہموار کی وہاں استاد شعرا کو بھی اپنی قادرالکلامی کے جوہر دکھانے کے مواقع فراہم کیے۔ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے مطابق:

> "بادشاہِ وقت بہادر شاہ کو شعر و شاعری سے خاص دلچسپی تھی۔ وہ خود بھی شعر کہتے تھے اور ظفر تخلص کرتے تھے۔ قلعے میں باقاعدگی سے مشاعرے ہوتے تھے۔ قلعے سے باہر بھی شہر میں مختلف جگہوں پر شعر و شاعری کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ غالب، مومن، ذوق، ظفر، شاہ نصیر، شیفتہ ممنون، صہبائی، عیش، بے خبر، نثار، مجروح، عارف، ظہیر، احسان، سالک وغیرہ کے فارسی اور اردو نغموں سے دلی کی ساری فضا گونج رہی تھی"۔ (۳)

ہندوستان میں اُنیسویں صدی کے اس ادبی ماحول اور شعری منظر نامے کے پیشِ نظر مغربی باشندوں کے اردو شعر گوئی کی طرف مائل ہونے کے شواہد تو ملتے ہیں لیکن تلاش و جستجو کے باوجود یہ حقیقت معلوم نہیں ہو سکی کہ اُن میں سے اردو زبان کا پہلا شاعر کون ہے۔ بدقسمتیسے اردو زبان و ادب کے مورّخین نے بھی اِن مستشرقین شعرا کو نظر انداز کیا ہے اور تذکرہ نویسوں نے بھی ان کا مکمل تحقیقی جائزہ لینے سے گریز کیا ہے۔ محمد سردار علی نے لکھا ہے:

> "نظم کے متعلق باوجود کوشش و تحقیق کے اس بات کا پتہ نہیں چل سکا کہ اہل یورپ میں اردو کا سب سے پہلا شاعر کون ہے لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان کے یورپین باشندوں میں اُردو شعر کا مذاق پیدا ہو گیا تھا"۔ (۴)

انیسویں صدی میں ہندوستان کے یورپی باشندوں میں شعر گوئی کا ذوق پیدا ہونے کا ایک اور سبب اُن کے ہندوستانی لوگوں سے معاشرتی تعلقات بھی ہیں اکثر اہل یورپ ہندوستان کے مقامی لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے اور اُن کی علمی و ادبی صحبتوں سے بھرپور استفادہ کرتے ذیل کی شعری مثالیں اہلِ یورپ کی اُردو زبان پر دسترس اور اردو شعر گوئی میں دلچسپی کا مظہر ہیں۔

دن کٹا ہجر کا اور ہونے کو ہے شام تمام
اب بھی آجاؤ و گرنہ ہے یہاں کام تما م (۵)
عیاں ہے سب پہ کہاں ہے مخفی کب اُس کا جلوہ نقاب میں ہے
قصور اپنی نگاہ کا ہے وگرنہ کب وہ حجاب میں ہے (۶)
مٹائی بت پرستی حق پرستی نے مری لیکن
تصور آہی جاتا ہے دم تکبیر پتھر کا
فنا دل کانپتا ہے کر بلا کا واقعہ سن کر
نہیں شک اس میں دل تھا دشمنِ شبیر پتھر کا (۷)
کیوں خزاں میں سر پٹک کر مر نہ جائے عند لیب
ہے بقائے گُل سے وابستہ بقائے عند لیب(۸)
وہ آکے آج دل کو بھی پہلُو سے لے گیا
اپنا شب الم میں جو اک غم گسار تھا
صد شکر ہے کہ قدموں پہ اُس کے ہوا نثار
مدّت سے میر ے تن پہ یہ سرایک بار تھا (۹)
جھوم جھوم صحرا پر ابرِ کہسار آیا
لو جنوں مبارک ہو موسم بہار آنا (۶)
لو آج کر رہے ہیں وہ ہنس ہنس کے گفتگُو
عشّاق لو ٹیں شو ق سے اُن کے دہن کے پھول
پامال ہو نے پر بھی سلامت ہے اپنا دل
کیا ہلکے ہلکے پاؤں ہیں اُس گل بدن کے پھول(۱۱)
کبھی گلزار میں جاتا ہوں کہ بہلے مرا دل
کبھی کوچے میں ترے پھرتا ہوں میں اے قاتل
یہی کرتا ہوں دعا ہووے تما حاصل
وصل ممکن ہی نہیں ہے جو رہے تو غافل
پھینک دوں گا میں اسے چیر کے پہلُو اپنا

تجھ پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا(۱۲)

گلُ و گوہر تو کیا ہر شے میں ہے جلو ہ عیاں تیرا
خدا تُو بے نشاں تھا پر ملا ہم کو نشاں تیرا(۱۳)
اگر حمد ایزد نہ کیجئے رقم
زبانِ قلم یک قلم ہو قلم
عطا اُس نے نر گس کو کی چشم دید
سجھایا اُسے سب قریب و بَعید(۱۴)

درد لیے پھرے ہے ہوا و ہوس مجھے
زیرِ فلک قرار نہیں یک نفس مجھے (۱۵)
جب تک جیوں گا عشق کروں میں ناصحا
ہے عشق میرے واسطے اور میں برائے عشق(۱۶)
خاک اُڑائیں گے یار کے در پر
کیوں رہیں مثلِ قیس جنگل میں
دیکھی میری تڑپ جو مقتل میں
چھپ گئی جاکے برق بادل میں(۱۷)
جب سے یہ دل ہے تری شکل پہ مائل قاتل
نہیں نظروں میں سماتا مہ کامل قاتل (۱۸)

حوالہ جات

۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، لاہور، عزیز بک ڈپو، ۱۹۹۸ء، ص:۳۲۷

۲۔ لطف، علی، مرزا، گلشنِ ہند، مرتبہ، شبلی نعمانی، لاہور، دارلاشاعت پنجاب ۱۹۰۶ء، ص:۱۷

۳۔ شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر، سیاسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی پس منظر، مشمولہ، تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان وہند، (جلد سوم)، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء، ص:۷

۴۔ حمد سردار علی، تذکرہ یورپین شعرائے اردو (حیدر آباد دکن، ادارہ اشاعتِ اُردو، ۱۹۴۴ء، ص:۹

5. Saksena, Ram Babu, European & Indo European poets of Urdu & Persian, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941) P.94

۶۔ محمد یوسف الدین، خواجہ، تذکرہ یورپین اور انڈو یورپین شعرائے اُردو (حیدر آباد دکن: مطبع ابراہیمیہ، س۔ن) ص ۶۴

7. Saksena, Ram Babu, European & Indo European poets of Urdu & Persian, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941) P.48

۸۔ حمد سردار علی، تذکرہ یورپین شعرائے اردو، حیدر آباد دکن، اداراہ اشاعتِ اُردو، ۱۹۴۴ء، ص:۵۰

۹۔ شفقت رضوی، اُردو یورپین شعرا، کراچی، موڈرن پبلشرز، اشاعت، ۱۸۹۱ء، ص:۴۵

۱۰۔ ایضاً، ص:۵۲

۱۱۔ ایضاً، ص:۷۷

12. Saksena, Ram Babu, European & Indo European poets of urdu&persian, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941) P.146

13. Ibid, P.130

۱۴۔ ذوالقرنین احمد شاداب احسانی، ڈاکٹر، کوئن فراسو۔ حیات و خدمات بحوالہ خصوصی قصّہء عشق افزا، کراچی: انجمن ترقی اُردو، ۲۰۱۰ء ص:۲۲۲

15. Saksena, Ram Babu, European & Indo European poets of urdu&persian, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941) P.195

16 Ibid, P.164

17. Ibid, P.261

18. Ibid, P.301

References in Roman Script:

1. Anwar Sadeed, Doctor, Urdu Adab ki Mukhtasir Tareekh, Lahore, Aziz Book Depot, 1989**,** p. 732
2. Lutf, Ali, Mirza, Gulshan-e-Hind, murattib: Shibli Nomani, Lahore, Darul Ishaat Punjab, 1906, p. 71
3. Shamsuddin Siddiqi, Doctor, Siyasi, Fikri, Muashrati aur Tahzeebi Pas-e-Manzar, mashmoola: Tareekh-e-Adabiyaat-e-Muslimanan-e-Pakistan-o-Hind (jild soom), Lahore, Punjab University, 2010**,** p. 7
4. Hameed Sardar Ali, Tazkira European Shu'ara-e-Urdu (Hyderabad Deccan, Idara Ishaat-e-Urdu, 1944**),** p. 9
5. Saksena, Ram Babu, *European & Indo-European Poets of Urdu & Persian*, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941**),** p. 94
6. Muhammad Yusufuddin, Khwaja, *Tazkira European aur Indo-European Shu'ara-e-Urdu* (Hyderabad Deccan: Matba' Ibrahimiya, s.n.), p. 64
7. Saksena, Ram Babu, *European & Indo-European Poets of Urdu & Persian*, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941), p. 48
8. Hameed Sardar Ali, *Tazkira European Shu'ara-e-Urdu*, Hyderabad Deccan, Idara Ishaat-e-Urdu, 1944, p. 50

9. Shafqat Rizvi, *Urdu European Shu'ara*, Karachi, Modern Publishers, ishaat: 1891, p. 45
10. Ibid, p. 52
11. Ibid, p. 77
12. Saksena, Ram Babu, *European & Indo-European Poets of Urdu & Persian*, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941), p. 146
13. Ibid, p. 130
14. Zulqarnain Ahmad Shadab Ehsani, Doctor, *Queen Fraso – Hayat o Khidmaat, bahaawala Khaasosi Qissa-e-Ishq Afza*, Karachi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu, 2010, p. 222
15. Saksena, Ram Babu, *European & Indo-European Poets of Urdu & Persian*, Urdu portion (Lucknow: Newul Kishore Press, 1941), p. 195
16. Ibid**,** p. 164
17. Ibid, p. 261
18. Ibid, p. 301